بلاک:2 عصر اسلامی

اکائی ا: عصر اسلامی کا تعارف اور اس کی خصوصیات

1.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہء عصرِ اسلامی کے ادبی ماحول اور اس کی خصوصیات سے واقف ہوسکیں گے۔انھیں یہ معلوم ہو سکے گا کہ اسلام نے عرب معاشرے اور عربی فکر پر وہ کیا اثرات مرتب کیے جن کی وجہ سے علم وادب کو ایک نئی جہت میں فروغ حاصل ہوا۔اس عہد کی وہ کیا خصوصیات تھیں جنھوں نے آنے والے دور میں پیدا ہونے والی علمی و ادبی سرگرمیوں کے لیے راہ ہموار کی؟

1.2 تمہید

عصر اسلامی عربی ادب کی تاریخ کے باب میں ایک اہم مقدمے کی حیثیت رکھتا ہے۔حقیقی معنوں میں اسی عہد میں ان علوم وآداب کی بنیاد رکھی گئی جن کو خصوصیت کے ساتھ اموی اور عباسی عہد میں عروج وارتقاء حاصل ہوا۔اور جن کی وجہ سے بلند اور عالمی معیار کی ادبی تخلیقات منظر عام پر آئیں جو عربی علم وادب کا گراں مایہ سرمایہ ہیں۔

1.3 اسلام کا ظہور اور عرب معاشرے پر اس کے اثرات

610 میں نبی عربی محمد بن عبداللہ ﷺ کے اعلانِ نبوت سے اسلام کی تاریخ کا آغاز ہوا۔اس اعلان نے عرب معاشرے میں ایک بھونچال کی سی کیفیت پیدا کردی۔رسول اللہ ﷺ کو اس حیثیت سے لوگ قبول کرنے کو تیار تھے کہ آپ صادق اور امین ہیں لیکن اس حیثیت سے قبول کرنے کو تیار نہیں تھے کہ آپ عرب کے فکری اور سماجی سانچے کو بدلنے کی کوشش کریں، وہ بھی اس عنوان سے کہ خدا نے آپ کو اس مشن پر مامور کیا ہے۔اس وجہ سے توقع کے عین مطابق، آپ کی مخالفت کی گئی جس کا نتیجہ متعدد جنگوں کی شکل میں سامنے آیا، جن میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو کامیابی اور فتح حاصل ہوئی۔رسول اللہ ﷺ کو یہ موقع ملا کہ وہ مدینہ میں ایک نئے سماج کی تشکیل کریں۔

یہ نیا معاشرہ اپنی منفرد اور ممتاز خصوصیات رکھتا تھا۔اس معاشرے نے اپنے ماقبل جاہلی معاشرے کی اُن خصوصیات اور صالح عناصر کو اپنالیا، جو فطرت انسانی کے مطابق تھیں اور جو کسی بھی انسانی معاشرے میں خیر وعدل کے قیام کے لیے ضروری ہیں اور اُن فاسد عناصر کو ترک کردیا جو کسی بھی انسانی معاشرے کی فلاح وترقی میں رکاوٹ ہیں۔اسلام نے افراد کی اُن خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کیا، جن کو مظاہر پرستی اور اوہام وخرافات پر مبنی تصورات اور رسوم ورواجات کی پابندیوں کی وجہ سے اب تک ظہور میں آنے کا موقع نہیں ملا تھا۔اسلام نے عربی ذہن کو آزادی عطا کی تاکہ وہ فکر کی شاہراہ پر آگے بڑھ سکے، اس کے فطری ذوق کو جلا اور قوت حاصل ہو۔

اسلام نے عرب معاشرے میں جو تغیرات پیدا کیے ان کی مختلف نوعیتیں تھیں۔ایک بڑا تغیر اسلام نے یہ پیدا کیا کہ عرب کے قبائلی سماج کو جو انتشار وپراگندگی کا شکار تھا، وحدت واجتماعیت کی لڑی میں پرو دیا۔یمن اور حجاز اور مُضری اور حمیری کے مابین قبائلی عصبیت کی بنیاد

پر جو چپقلش تھی وہ دب گئی۔ جس کا ذکر قرآن میں اس طرح کیا گیا ہے کہ ’’اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کو باہم ایک دوسرے سے جوڑ دیا اور اس طرح تم اللہ کی اس نعمت و احسان سے ایک دوسرے کے بھائی ہو گئے۔‘‘ (آل عمران:103)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایھا الناس إن ربکم واحد وان أباکم واحد. کلکم بنی آدم و آدم من تراب و اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم. لیس لعربیٍ علی عجمیٍ فضلٌ الا بالتقویٰ.

’’اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تم سب کے باپ بھی ایک ہیں۔ تم میں سے ہر کوئی آدم کی اولاد ہے اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی بنا پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے سوائے تقویٰ کے۔ (مسند احمد)

☆ دوسرا فرق اس اتحاد و اجتماعیت کے نتیجے میں یہ آیا کہ عرصۂ دراز سے جو خوں ریزی اور جنگ و فساد کی فضا بنی ہوئی تھی، معمولی باتوں پر شروع ہونے والی جنگیں جو کئی کئی دہائیوں سے جاری تھیں، جیسے ’’داحس‘‘ اور ’’غبرا‘‘ کی جنگیں؛ وہ ختم ہو گئیں۔ اور مکمل امن قائم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے امن کو خصوصی اہمیت دی۔

☆ جاہلی معاشرے میں خواتین اور غلاموں کی حیثیت بہت کمزور تھی، اسلام نے انھیں مستضعفین میں شمار کرتے ہوئے، اس طبقے کی حیثیت کو معاشرے میں بلند کرنے کی کوشش کی۔ جس کے نتیجے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں اس طبقے نے علم و ادب کے ہر میدان میں نمائندگی کی اور اہم کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

☆ عربی اور عجمی کے فرق کو مٹا دینے کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ بڑی تعداد میں عرب جغرافیے کے اندر غیر عربوں کو اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے اظہار کا موقع ملا۔ چناں چہ عباسی دور میں اس طبقے کو علم و ادب میں عربوں پر فوقیت اور برتری حاصل ہو گئی، یہاں تک کہ خالص اسلام علوم — تفسیر، حدیث اور فقہ میں بھی عرب کے مقابلے میں اہلِ عجم آفاقِ علم پر زیادہ نمایاں نظر آنے لگے۔

☆ مجموعی طور پر ایک بڑا فرق انسان کے تصور میں آیا۔ اسلام سے قبل انسان اور انسانیت کا تصور بہت دھندلا اور انسان کی اپنی فطری حیثیت کے اعتبار سے نہایت منفی تھا۔ اسلام نے تکریمِ انسانیت کے حوالے سے انسانیت کے معیار کو بلند کیا۔ اس طرح عرب معاشرہ پہلی مرتبہ اپنے حقیقی معنوں میں انسانی اقدار سے آشنا ہوا۔

بہر حال یہ مختلف عوامل اور اسلام کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات تھے جنھوں نے عرب معاشرے کی نئی صورت گری کی۔ ایک ایسا معاشرہ تیار کیا جس نے تاریخ کے اگلے مرحلوں میں عالمی نوعیت کی معیاری تخلیقات سے عالمی ادب کے دامن کو زینت بخشنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس میں شک نہیں کہ عہدِ جاہلی میں تخلیق کیا جانے والا شعری سرمایہ اپنی منفرد اعلیٰ خصوصیات کی وجہ سے آج بھی توجہ کا مرکز ہے۔ لیکن دیکھا جائے تو عرب کی فکری اور ادبی صلاحیت اسلام سے قبل حقیقی معنوں میں صرف شعر تک محدود تھی۔ اسلام کے انقلاب نے عربی فکر کو وہ زرخیزی اور قوت عطا کی کہ وہ علوم و آداب کے سینکڑوں میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کو آزمانے کے قابل ہو گئی۔ نیز وہ شعری ادب جس پر فخر، ہجو، قبائلی عصبیت، شراب اور ان جیسی دیگر اخلاقی رذائل کی چھاپ تھی، اسلام کی آمد کے بعد اس کا رنگ بدل گیا۔

اخلاقی رذائل سے فضائل کی طرف عربوں کے رخ کو موڑنے کے ساتھ، اسلام کا ایک دوسرا بڑا کارنامہ یہ رہا کہ اس نے عرب معاشرے میں امن کا ماحول پیدا کردیا۔ عرب کی قبائلی معاشرت میں جس کا تصور نہایت مشکل تھا۔ امن وعافیت کے ماحول میں بدوی ذہن کو حیات وکائنات کے مختلف موضوعات پر غوروفکر کرنے کا موقع ملا۔ بہر حال اسلام نے جو نظریۂ حیات وکائنات(world view) پیش کیا، اس نے عرب معاشرت میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کردی، ایک ایسی تبدیلی جس سے عرب معاشرہ اب تک دوچار نہیں ہوا تھا۔

1.4 عصر اسلامی کی ادبی وعلمی سرگرمیاں: ایک تعارف

اسلام نے دینی وسیاسی اور معاشی سطح پر عرب معاشرے میں جو تبدیلیاں پیدا کیں، اُن کے نتیجے میں عربی فکر کو جلا حاصل ہوئی اور بڑے پیمانے پر علمی وادبی سرگرمیاں ظہور میں آگئیں۔ عربوں کے پاس نثری سرمایہ بہت محدود تھا بلکہ صرف معدودے چند۔ البتہ شعری سرمایہ بہت باثروت اور وسیع تھا۔ چناں چہ عصرِ اسلامی میں ایک اہم تاریخی وادبی سرمایہ کی حیثیت سے لوگوں کی توجہ اس پر مرکوز رہی۔ قرآن کی تفہیم میں یہ جاہلی شاعری لسانی سطح پر معاون تھی۔ اس لیے اس کو پڑھنے پڑھانے کی خلفائے راشدین نے ترغیب دی۔ چناں چہ ایسے لوگ سامنے آئے جنھیں ہزاروں کی تعداد میں جاہلی دور کے اشعار یاد تھے۔ قرآن میں بہت سے ایسے الفاظ تھے عرب جن سے نامانوس تھے یا قرآن نے جن معنوں میں انھیں استعمال کیا ہے، وہ اُن سے کما حقہ آشنا نہیں تھے۔ بنا بریں متلاشی ذہنوں کو تگ ودو کا موقع ملا اور اس طرح ادبی ولسانی سرگرمیوں کو پروان چڑھنے کا موقع ملا۔

قرآن نے ایک ادبی نمونے کی حیثیت سے بھی لوگوں کی توجہات اپنی طرف مبذول کیں۔ قرآن کا یہ نمونہ نہ تو شعر تھا اور نہ معروف معنوں میں نثر بلکہ حقیقت میں وہ دونوں کے مابین کی صنف تھی۔ اسی کے ساتھ فصاحت وبلاغت کا عمدہ نمونہ۔ اس حیثیت سے ادبی وعلمی ذوق کو پروان چڑھانے میں سب سے اہم رول قرآن نے ہی ادا کیا۔

دوسری سطح پر یہ رول حدیث نے نبھایا۔ رسول اللہ ﷺ افصح العرب والعجم تھے۔ حالاں کہ وہ اُمی تھے۔ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے بہت سے جملے اور ترکیبیں اعلیٰ نثر کا عمدہ نمونہ ہیں۔ وہ جوامع الکلم کی خوبصورت مثال ہیں۔ صحابہ کرام کے ذوق ادبی کو ان سے بھی جلا حاصل ہوئی۔ اور ان کی نقل کی جانے لگی۔ رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع کا خطبہ آپ کے بلاغت آمیز کلام کی عمدہ مثال ہے۔ عصر اسلامی کے ابتدائی حصے میں خطبے کو ایک اہم صنف کے طور پر ابھرنے اور ترقی پانے کا موقع ملا۔ ان خطبات کی اصل خوبی بلاغت ہے جو جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ البتہ اس کو خالص منطقی اور عقلی پیمانے پر قائل کرنے والا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد عرب اور عرب سے باہر مختلف شہروں میں بکھر گئی جس کا مقصد اسلام کے پیغام کو عام کرنا اور دنیا کی قوموں کو اس کی دعوت دینا تھا۔ ان صحابہ میں سے ایک بڑی تعداد افاضل صحابہ کی تھی۔ وہ اور ان کے شاگردوں نے علم وادب کی اشاعت میں اہم رول ادا کیا۔ انھیں نئے ماحول سے واسطہ پڑا جس کے لیے انھوں نے نئے انداز واسالیب اختیار کیے اور اس طرح علم وادب کو فروغ حاصل ہوا۔

عصر اسلامی کو اس لحاظ خصوصی اہمیت حاصل رہی کہ اس میں جو علم وادب کی سرگرمیاں پروان چڑھیں اُن میں مقصد حیات پر زور

تھا۔اس طرح یہ علم وادب کا وجود میں آنے والا سرمایہ خالص مقصدیت کی اساس پر مبنی تھا۔اس کا کوئی عنصر ایسا نہیں تھا جو مقصدیت سے خالی ہو۔ادب میں یہ پہلو دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ اسی دور اور ادب میں نظر آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ یونانیوں کی طرح کے ادبی نمونے اس دور میں سامنے نہیں آسکے جن میں مجرد تخیل کو بنیاد بنا کر علم وادب کی تخلیق کی کوشش کی گئی ہو۔البتہ بعد کے ادوار میں متعدد ایسے نمونے نظر آتے ہیں۔

یونان کی طرح ہندوستان میں بھی اس دور میں اور اس سے پہلے ادب اور فلسفہ کے میدان میں اس طرح کی کوششیں نظر آتی ہیں، جن کی اپنی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، تاہم ان کا تعلق قوتِ خیال اور حکمت سے ہونے کے باوجود وہ مقصدیت سے بہت دور نظر آتی ہیں۔عصر اسلامی کے ادب میں یہ مقصدیت توحید و آخرت کا عقیدہ تھا جس نے زندگی کو ایک نئے معنی دے دیے جو ادب برائے دنیاوی و اُخروی زندگی سے عبارت تھا۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عصر اسلامی میں ادب کی تخلیق اپنی کمیت اور مقدار کے لحاظ سے کم تھی۔تاہم اپنی کیفیت کے اعتبار سے اس کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔چناں چہ یہ اسی کیفیت اور اثر کا کمال تھا کہ اس دور میں لکھے جانے والے علوم وافکار نے آنے والے دنوں میں ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی جس نے انسانی تاریخ کو ایک نئے مرحلے میں داخل کر دیا۔

1.5 ادب کے حوالے سے عہدِ نبوی و عہد صحابہ کی امتیازی خصوصیات

گزشتہ صفحات میں اس پر روشنی ڈالی جاچکی ہے کہ ظہورِ اسلام نے عرب کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی صورتِ حال پر کس طرح گہرے اثرات مرتب کیے اور اس کے نتیجے میں متنوع قسم کی علمی وادبی سرگرمیاں پیدا ہوئیں۔ان سطور میں ہم عہدِ نبوی و عہد صحابہ بطورِ خاص خلفائے راشدین کے عہد کی، علمی وادبی نقطۂ نگاہ سے، خصوصیات پر نگاہ ڈالتے ہیں۔

عہد نبوی اس لحاظ سے خصوصی اہمیت رکھتا ہے کہ اس دور میں علم وادب کے لحاظ سے ساری اہمیت قرآن کو حاصل تھی۔اسی کو مرکزیت حاصل تھی۔وہ علم وداب کا سرچشمہ تھا۔رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی اس دور میں ظہور پذیر ہونے والے علم وادب کا دوسرا بڑا سرچشمہ تھیں، لیکن خود رسول اللہ ﷺ کی تاکید تھی کہ حدیث کو تحریر میں نہ لایا جائے۔اس ممانعت کی وجہ بھی دراصل قرآن کو مرکز توجہ بنانے کی لوگوں کو ترغیب دینا تھا۔قرآن کے اسلوب کی بلاغت اور ایجاز نے لوگوں کو اس کی پیروی پر مائل کیا۔چناں چہ صحابہ کرام کے جملوں اور نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے کلام میں اس کی نقل واتباع کی جھلک ہمیں نظر آتی ہیں۔

قرآن کی تدوین کے بعد جب خصوصیت کے ساتھ حدیث کو تحریر میں لانے اور جمع کرنے کی تحریک آگے بڑھی تو حدیث کی بلاغت آفرینیوں اور جوامع الکلم (گہرے معانی رکھنے والے معنی خیز جملے) نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔چناں چہ ان دونوں کا باہم خصوصیت کے ساتھ قرآن — کے اثرات ہم اس عہد کے نثری وشعری ادب پر نمایاں طور پر دیکھتے ہیں۔

عربی ادب وثقافت پر حدیث کے اثرات پر تبصرہ کرتے ہوئے احمد امین ''فجر الاسلام'' میں لکھتے ہیں:

''عالم اسلام میں ادب وثقافت کے پھیلاؤ میں حدیث نبوی نے — خواہ وہ صحیح ہو یا گھڑی ہوئی — غیر معمولی کردار

ادا کیا۔ لوگ اس کے درس و تدریس پر ٹوٹ پڑے۔ علمی و ادبی سرگرمیاں اس کے گرد گھومتی تھیں۔ علمائے صحابہ و تابعین کی علمی شہرت قرآن کی تفسیر اور حدیث (کے تعلیم و تعلم) پر مبنی تھی۔'' (فجر الاسلام، دار الکتاب العربی، بیروت،1969 ص، 223)

صحابہ کرام میں ایسے بھی لوگ تھے جنھیں اشعار پڑھوا کر سننے سے دلچسپی تھی۔ ان میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر، معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص شامل ہیں۔ اس کا ذکر ابوالفرج اصفہانی نے اپنی مشہور کتاب ''الاغانی'' میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ اس سے اشعار خوانی کی وہ روایت جو پہلے سے عربی معاشرے میں موجود تھی، وہ ختم نہیں ہوئی کیوں کہ وہ اسلام کے اصولوں کے خلاف نہیں تھی۔ بلکہ اسے مزید پروان چڑھنے کا موقع ملا۔ البتہ شعر کو سننے اور سنانے کی یہ روایت اپنے حدود و قیود میں رہی۔ اس لیے اس پر اس ''غنا'' کا اطلاق نہیں ہوتا جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے۔

☆اس عہد کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ جو ادب اس میں پروان چڑھا، اس میں تکلف اور تصنع کی آمیزش نہیں تھی، اسلوب میں سادگی وصفائی اور برجستگی تھی۔ ایک اہم عربی ادیب شکری فیصل لکھتے ہیں:

''اس عہد میں عربی ادب خالص فطری نوعیت کا تھا۔ جس میں نہ کوئی تکلف تھا اور نہ تصنع۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ مطلق طور پر برجستگی اور بے ساختگی کا نمونہ تھا تاہم یہ کہنا بھی غلط ہوگا کہ اس میں تکلف کی آمیزش تھی۔ یہ وہ ادب تھا جس کی تخلیق، اپنی قدرت و استعداد کے حدود میں، فطری صلاحیتوں کے زور پر عمل میں آئی تھی۔ ان صلاحیتوں کو یہ فکر نہیں تھی کہ اُن کو جلا حاصل ہو اور اس میں خاطر خواہ اضافہ ہو......اس لیے جب ہم اس ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے جیسے ایک بہاؤ ہے، ہم اس بہاؤ کے ساتھ بہتے چلے جا رہے ہیں۔''

(حنا فاخوری: الجامع فی تاریخ الادب العربی، دار الجیل، بیروت1986 ص،322)

اس عہد کے ادب کی ایک دوسری خصوصیت اس کا ایجاز و اختصار ہے۔ اس ایجاز و اختصار کی دو اہم وجہیں سمجھ میں آتی ہیں: ایک تو یہ کہ جاہلی ادب کی بھی اہم خصوصیات میں اختصار شامل ہے۔ دوسرے اب فتوحات کی وسعت اور دوسری قوموں کے ساتھ اختلاط کے نتیجے میں، نیز قرآن نے ذہنوں میں جو بالیدگی پیدا کی تھی، اس کی بنا پر عربی ذہن، خواہ عوام کا ہو یا خواص کا؛ لمبی اور طول طویل عبارتوں کے بجائے حکمت سے پُر مختصر جملوں سے زیادہ متاثر ہوتا تھا۔ خود حدیث میں بھی اس سے منع کیا گیا تھا کہ کلام میں تکلف اور بال کی کھال اتارنے والا اسلوب اختیار کیا جائے۔ اس اسلوب میں فرق خلفائے راشدین کے عہد کے بعد عہد اموی میں پیدا ہوا۔ جب وسیع پیمانے پر شعر و ادب کی سرگرمیاں شروع ہوئیں۔

☆اس عہد میں پرورش پانے والے ادب کی ایک تیسری خوبی اور وصف یہ ہے کہ اس میں اسے ایک خاص نظریۂ حیات یعنی اسلام کی تبلیغ و دعوت اور معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بنایا گیا۔ ادب کی تخلیق کرنے والوں کے سامنے دنیوی کے ساتھ اخروی سعادت کا حصول تھا۔ عہد نبوی میں شعر کو دشمنوں کے ساتھ قلمی و لسانی جہاد اور عقائد و ملت اسلام کے دفاع کے لیے استعمال کیا گیا، جس میں خصوصیت کے ساتھ مشہور صحابی رسول حسان بن ثابت کو اہمیت حاصل ہے۔

☆اسی تیسرے وصف سے وابستہ چوتھا وصف وہ ہے جس پر اوپر کے مضمون میں روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ جو ادب عہد نبوی و عہد

صحابہ میں وجود میں آیا، اس میں مقصدیت پر زور تھا۔ یعنی وہ ادب برائے سعادت دنیوی واُخروی کا نمونہ تھا نہ کہ ادب برائے ادب کا۔

اس عہد میں ادب کے جن نمونوں کو پروان چڑھنے کا موقع ملا یا دوسرے لفظوں میں جن اصناف پر اس عہد کی سرگرمیاں حاوی تھیں، وہ ہیں:

شعر، خطابت، خطوط ومراسلات، عہد نامے اور میثاقات۔ ان میں شعر کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ اگرچہ شعر کی اسلام میں بہت زیادہ حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔ چناں چہ قرآن میں ان الفاظ میں اس کی مذمت کی گئی کہ: گمراہ لوگ شعرا کی پیروی کرتے ہیں اور یہ کہ شعرا باطل خیالات کی وادیوں میں اڑان بھرتے رہتے ہیں اور خود اپنے قول کو عملی سانچے میں نہیں ڈھالتے (الشعراء 226-223) تاہم کسی کو شعر گوئی سے روکا نہیں گیا اور اس پر بندش نہیں لگائی گئی۔ شعرا کی مذمت اس پس منظر میں کی گئی تھی کہ دورِ جہالت کی شاعری میں کوئی مقصدیت موجود نہیں تھی، بلکہ اس کے بجائے وہ اخلاقی رذائل کا آئینہ دار تھی جیسے جاہلی عصبیت کا اظہار، حسب ونسب پر فخر، شراب کی تعریف اور بے حیائی کی منظر کشی وغیرہ۔ پیغمبر اسلام نے اس کا رخ اخلاق وآداب کے فروغ اور مقاصدِ حیات کی اشاعت کی طرف موڑ دیا۔ بعض صحابہ جیسے حضرت عمرؓ کے تعلق سے روایات میں آتا ہے کہ انھوں نے بعض شعراء کو سزائیں دیں یا انھیں شعر گوئی سے روکا، اس کا تعلق ہجو گوئی سے ہے۔ حضرت عمرؓ نے مشہور شاعر حطیئہ کے ساتھ سختی برتی کہ وہ اس سے باز آجائے۔ ورنہ صورت حال یہ تھی کہ خود حضرت عمرؓ اشعار پسند کرتے اور سنتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی طرف بعض قصائد منسوب ہیں، جب کہ حضرت علیؓ کے اشعار مشہور زمانہ ہیں اور اب وہ دیوان کی شکل میں شائع بھی ہوچکا ہے البتہ ناقدین کی رائے میں بہت سے اشعار اُن کی طرف منسوب کردیے گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول ہے کہ شعر عربوں کا دیوان ہے۔ (**الشعر دیوان العرب**)۔

اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ عہد نبوی وخلفائے راشدین میں شعر کی گرم بازاری تو نہیں تھی لیکن اس کا قافلہ رواں دواں تھا۔ اس کی سرگرمی میں کمی کی دو وجہیں تھیں: ایک وجہ تو یہ تھی کہ مسلمان فتوحات میں مصروف ہوگئے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اب شعر وشاعری اپنے جاہلی دور کی موروثی خصوصیات کے ساتھ اسلامی معاشرے میں پر نکالنے کے قابل نہیں رہ گئی تھی۔ اس لیے صحابہ میں سے بعض افراد نے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ کہہ کر شاعری ترک کردی کہ اب قرآن کے نزول کے بعد شعر کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

شعر گوئی کے علاوہ جس دوسری صنف کو عہد نبوی خصوصاً عہد صحابہ میں فروغ حاصل ہوا، وہ خطابت ہے۔ رسول اللہ کو خدا کی طرف سے خطابت کا خصوصی ملکہ عطا ہوا تھا۔ چناں چہ مختلف مواقع پر دیے گئے آپ کے خطبات آپ کی معجز بیانی کا شاہکار ہیں۔ حجۃ الوداع اور فتح مکہ کے موقع پر دیے گئے خطبات اسی ضمن میں آتے ہیں، ان کا اسلوب عربی نثر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

خلفائے راشدین میں ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ وعلیؓ چاروں کو خطابت کا ملکہ حاصل تھا۔ تاہم حضرت علیؓ کو ان میں امتیازی اہمیت حاصل ہے۔ آپ کے خطبات کی جو جھلک آپ کے خطبات کے مجموعے ''نہج البلاغۃ'' میں نظر آتی ہے، وہ عربی ادب کی پوری تاریخ کے اہم ادبی نمونے اور شہ پارے کی حیثیت رکھتا ہے۔

خطوط ومراسلات اور عہد ناموں کے ضمن میں عہد نبوی کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے مکاتیب آتے ہیں جو آپ نے عرب وعجم کے حکمرانوں کے نام لکھے۔ ان حکمرانوں میں: ہرقل شاہ روم، خسرو پرویز شاہ ایران، نجاشی شاہ حبشہ، منذر بن ساوی، شاہ بحرین وغیرہ شامل ہیں۔ ان خطوط وفرامین کو ڈاکٹر حمید اللہ (م 2002) نے اپنی مرتب کردہ کتاب: "**مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوی**

والخلافة الراشدة" میں جمع کر دیا ہے۔اسی طرح وہ خطوط ومراسلات اورفرامین ہیں جوخلفائے راشدین نے اپنے گورنروں کو لکھے اور بھیجے اور وہ وثائق ہیں جو معاہدے نامے کی شکل میں پائے جاتے ہیں جو غیر مسلم ریاستوں پر فتح پانے کے بعد ان کے حکمراں اور عوام کے ساتھ کیے گئے۔

عہد نبوی وعہد خلفائے راشدین کی ایک اور خوبی جس کا ذکر ضروری ہے، تحریر و کتابت کا فروغ اور پھیلاؤ ہے۔ظہور اسلام کے وقت عربوں میں لکھنے کا رواج نہیں تھا۔تحریر کے بجائے علمی وراثت کو زبانی سطح پر دوسری نسلوں تک منتقل کرنے کی روایت موجود تھی۔اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ مشہور عربی مورخ بلاذری کے مطابق، اس وقت مکہ میں صرف 17 افراد پڑھنا جانتے تھے۔جن میں کبار صحابہ شامل ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہدایت کی کہ "تحریر کے ذریعے علم کو محفوظ کرلو۔" (قیدوا العلم بالکتابة) (طبرانی) اور خلفائے راشدین کی خصوصی توجہ سے تحریر و کتابت کو سیکھنے کا ذوق لوگوں میں پیدا ہوا۔اس طرح عربوں میں زبانی سے تحریری روایت کی طرف منتقلی نے علم وادب کی نشر واشاعت میں نیز اصحاب علم کے درمیان باہم تبادلۂ فکر کی روایت کو آگے بڑھانے میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔

خلفائے راشدین کے عہد میں قرآن کوفی خط میں لکھا گیا، اس کے بعد عہد بنو امیہ میں اس سے تحریر و کتابت کے چار مزید نمونے ظہور میں آئے اور اس کے بعد اس نے باضابطہ ایک نفیس و پائیدار فن کی شکل اختیار کرلی اور اس نے اسلام کی ادبی وعلمی روایت پر گہرے نقوش مرتب کیے۔

معلومات کی جانچ

قرآن نے عربی فکر کو کس طرح متاثر کیا؟

کن صحابہ کو خصوصیت کے ساتھ اشعار سے دلچسپی تھی؟

عہد نبوی وعہد صحابہ میں کن اصناف کو مقبولیت حاصل تھی؟

عصر اسلامی کے ادب میں کس پہلو پر زیادہ زور تھا؟

1.6 خلاصہ:

اسلام کا ظہور عربی سماج کے لیے ایک زلزلے اور انقلاب کی حیثیت رکھتا تھا۔اس نے عرب کو فکری، ادبی، سیاسی، سماجی ہر سطح پر متاثر کیا۔اس نے عرب معاشرے میں جو تغیرات پیدا کیے ان کی مختلف نوعیتیں تھیں۔عرب کے قبائلی سماج کو جو انتشار و پراگندگی کا شکار تھا، اسلام نے اسے وحدت واجتماعیت کی لڑی میں پرو دیا۔عرصۂ دراز سے جو خوں ریزی اور جنگ وفساد کی فضا بنی ہوئی تھی وہ ختم ہوگئی۔اور مکمل امن قائم ہوگیا۔جاہلی معاشرے میں خواتین اور غلاموں کی حیثیت بہت کمزور تھی، اسلام نے انھیں مستضعفین میں شمار کرتے ہوئے، اس طبقے کی حیثیت کو معاشرے میں بلند کرنے کی کوشش کی۔دینی وسیاسی اور معاشی سطح پر اسلام نے عرب معاشرے میں جو تبدیلیاں پیدا کیں، اُن کے نتیجے میں عربی فکر کو جلا اور قوت حاصل ہوئی۔

قرآن نے ایک ادبی نمونے کی حیثیت سے لوگوں کی توجہات اپنی طرف مبذول کیں۔قرآن کا یہ نمونہ نہ تو شعر تھا اور نہ معروف معنوں میں نثر بلکہ حقیقت میں وہ دونوں کے مابین کی صنف تھی۔عربوں کے ادبی ذوق کو پروان چڑھانے میں سب سے اہم رول قرآن نے

ادا کیا۔ دوسری سطح پر یہ رول حدیث نے نبھایا۔ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے بہت سے جملے اور ترکیبیں اعلیٰ نثر کا عمدہ نمونہ ہیں۔ صحابہ کرام میں ایسے بھی لوگ تھے جنھیں اشعار پڑھوا کر سننے سے دلچسپی تھی۔ ان میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر، معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص شامل ہیں۔

عصر اسلامی کو اس لحاظ خصوصی اہمیت حاصل رہی کہ اس میں جو علم و ادب کی سرگرمیاں پروان چڑھیں اُن میں مقصد حیات پر زور تھا۔ اس طرح یہ علم و ادب کا وجود میں آنے والا سرمایہ خالص مقصدیت کی اساس پر مبنی تھا۔

اس عہد کی مختلف خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ جو ادب اس میں پروان چڑھا، اس میں تکلف اور تصنع کی آمیزش نہیں تھی۔ اس میں ایجاز واختصار پر زور دیا گیا تھا۔ اس عہد میں ادب کے جن نمونوں کو پروان چڑھنے کا موقع ملا۔ ان میں شعر، خطابت، خطوط و مراسلات، عہد نامے اور میثاقات وغیرہ شامل ہیں۔ تاہم ان میں شعر کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

1.7 نمونے کے امتحانی سوالات

عرب معاشرے پر اسلام نے کیا اثرات مرتب کیے۔ تفصیل کے ساتھ لکھیے۔

سماجی سطح پر کون سی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ وضاحت کیجیے۔

عصر اسلامی میں جو ادب تشکیل پایا اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے

ادب کے حوالے سے عہد نبوی عہد صحابہ کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

1.8 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

(1) حنا فاخوری: **الجامع فی تاریخ الادب العربی**

(2) الدکتور شوقی ضیف: **تاریخ الادب العربی** (جلد دوم)

(3) عمر فروخ: **تاریخ الادب العربی** (جلد اول)

(4) احمد حسن زیات: **تاریخ الادب العربی** (للمدارس الثانویۃ والعلیا)

(5) عبدالحلیم ندوی: عربی ادب کی تاریخ (جلد دوم)